پَریشانئ خاطِر: کیا صحابی سود خور ہو سکتا ہے؟

خاطر آشفتہ : عبدالرحمٰن انجم
لکھی وال۔ساہیوال۔سر گودھا

میں اتنا اختیار نہیں رکھتا کہ خود طے کر سکوں کہ جناب معاویہ کا شمار صحابہ میں ہونا چاہیے یا طلقاء میں۔لیکن اپنے سنی برادران کو یہ مشورہ دے سکتا ہوں کہ : صحابیت ایک مقدس مقام ہے۔صرف ایک شخص کو زبردستی اس میں داخل کرنے کے لیے اس مقام کی جس قدر ہتک ہوتی ہے وہ نا قابلِ بیان ہے۔آپ کو لا تعداد نصوص کے اندر تبدیلی کرنا پڑتی ہے۔ہزاروں حوالے جھٹلانا پڑتے ہیں۔تاریخِ اسلامی کو تواز اول تا آخر جھوٹ کا پلندہ ماننا پڑتا ہے۔جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اسلامی تاریخ میں کوئی چیز سچی نہیں۔صرف اور صرف جھوٹ بھرا پڑا ہے۔

آخر کیوں؟

صرف اس لیے کہ ہم ایک شخص کو صحابی بنانا ضروری سمجھتے ہیں۔اور وہ شخص ایسا ہے کہ جس کی ساری زندگی شریعتِ محمدیہ کی خلاف ورزی میں گزری۔جناب کی ساری زندگی پر بات تو بہت لمبی ہے۔یہاں صرف ایک حوالہ سن لیں۔اگر انصاف ہوا تو باقی بات خود سمجھ جاویں گے۔

سود خوری:ایک کبیرہ:

ہر عام وخاص جانتا ہے کہ سود کھانا کتنا بڑا گناہ ہے۔اللہ سبحانہ وتعالی کے نبی اکرم ﷺ نے سود خور پر لعنت فرمائی۔سود کا ایک درہم چھتیس زنا سے بدتر ہے۔سود کھانا ایسے ہے جیسے اپنی ماں سے زنا کرنا۔

ان وعیدوں کے باوجود جناب معاویہ کی ہستی کھلے عام سود کھاتی نظر آتی ہے۔ہمیں

مجبوراً تاویلوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ ہزار بہانے سو تاویلیں کرکے اس شخص کو بچانا پڑتا ہے۔ اور یہ ساری تاویلیں بہانے صرف اس لیے کہ اس بندے کی وجہ سے صحابیت کے عظیم مقام پر دھبہ لگ رہا ہے۔

میں فیصلہ تو نہیں کر سکتا کیونکہ میری اتنی حیثیت نہیں مگر سوچ سکتا ہوں کیونکہ اس پہ پابندی نہیں۔ اور سوچ یہ ہے کہ اگر ہم صحابی کی شرعی تعریف سامنے رکھ لیں تو جناب معاویہ کا صحابی کہلانا بہت دشوار ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ پہلے ہم صحابی کی ایک تعریف خود سے کرکے جاوب معاویہ جیسے لوگوں کو زبردستی اس کے اندر داخل کر لیتے ہیں۔ پھر ان جیسوں کی وجہ سے مقامِ صحابیت کے داغدار ہونے کا ڈر ہوتا ہے تو ساری زندگی تاویلوں میں گزر جاتی ہے مگر نہ تو یہ بندہ بچ پاتا ہے اور نہ ہی صحابیت کا عظیم مقام محفوظ رہتا ہے۔

یہ ایک سچ ہے کہ روافض صحابہ کے دشمن ہیں۔ لیکن دوستی والا کام ہم بھی نہیں کر رہے۔ آپ خود سوچیں کہ کیا ابو بکر صدیق جیسی ہستی کے مقام پہ جناب معاویہ جیسے کو گھسانے سے سیدنا ابو بکر صدیق کے مقام کو داغدار نہیں کیا جا رہا؟

سینکڑوں حوالے تو ہم تاریخی حوالے بول کر جھٹلا دیتے ہیں۔ لیکن مندرجہ ذیل نصوص تو کتبِ حدیث کی ہیں۔ ان کا کیا بنے گا؟

<u>حضرت ابو درداء کا جناب معاویہ پر اعتراض:</u>

عطا بن یسار کہتے ہیں کہ جناب معاویہ نے سونے یا چاندی کا مشکیزہ اس کے وزن سے زیادہ کے بدلے بیچا [جو کہ سود ہے] تو حضرت ابو درداء نے ان سے کہا:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلی اللہ عَلَیہِ وَسَلم يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ

میں نے حضرت نبی اکرم ﷺ کو اس سودے سے منع فرماتے سنا ہے سوائے اس کے

کہ برابر برابر سودا ہو۔

جواباً جناب معاویہ نے کہا: مَا اَرَی بِھَذَا بَاسًا

میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

عقلمند کو سمجھانے کی ضرورت نہیں کہ جناب معاویہ کا جواب بالکل غیر اسلامی تھا۔

تمہارے سامنے اللہ سبحانہ وتعالی کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کی جارہی ہے اور تم جواب میں کہہ رہے ہو: میں تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

ایسے شخص سے کوئی پوچھے کہ: اسلام میں تمہاری کیا حیثیت ہے؟ تم کون ہو؟ کیا تم نے کلمہ نہیں پڑھا؟ کیا اسلام میں تمہاری ذاتی رائے کی کوئی وقعت ہے؟

اسلام تو تھا ہی یہی کہ تمہاری خواہشیں تعلیماتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہو جائیں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف صاف فرمادیا:

لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُونَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِمَّا جِئْتُ بِہِ [1]

تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش میرے دین کے تابع نہ ہو جائے۔

اسلام کی حقیقت جاننے والے بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جناب معاویہ کا جواب کتنا خطرناک تھا۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مقابل یہ کہنا کہ: میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابو درداء نے یہ جواب سنا تو جناب معاویہ کی اس حرکت اور جواب پہ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:

مَنْ یَعْذِرُنِی مِنْ مُعَاوِیَۃَ، اُخْبِرُہُ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلی اللہ عَلَیہِ وَسَلم وَیُخْبِرُنِی عَنْ رَاْیِہِ

کون ہے جو معاویہ کی جانب سے میرے سامنے کوئی عذر رکھے گا؟ میں اسے حضرت نبی اکرم ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور وہ مجھے اپنی ذاتی رائے بتا رہا ہے۔

حضرت ابو درداء نے جناب معاویہ کی اس حرکت کو ایسا برا سمجھا کہ فوراً ارادہ کیا کہ ایسے شخص کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی جائز نہیں جو حضرت نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی ایسی کھلی مخالفت کرے۔ صرف سود خوری کا مرتکب نہ ہو بلکہ اسے ناجائز ہی نہ سمجھتا ہو اور کھل کر حدیث کے مقابلے میں اپنی رائے کو دخل دیتا ہو۔

حضرت ابو درداء نے ایسے شخص سے قطع تعلق واجب سمجھتے ہوئے فرمایا:

لا اُسَاکِنُكَ بِاَرْضٍ اَنْتَ بِهَا۔ میں اس زمین پہ ٹھہروں گا ہی نہیں جس زمین پہ تم ہو۔

یہ کہہ حضرت ابو درداء سیدنا عمر فاروق کے پاس مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور انہیں جناب معاویہ کی اس سود خوری اور حدیثِ رسول ﷺ کے مقابلے میں ذاتی رائے کے استعمال کی اطلاع پہنچائی۔

حضرت عمر نے جناب معاویہ کی جانب باقاعدہ خط لکھا اور انہیں اس حرام کام سے روکتے ہوئے فرمایا: لا تبع ذٰلِكَ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ (2)

یہ سودا نہ کر مگر برابر برابر۔

اب ہمارے کچھ نادان بھائی ماموں جان کو بچانے کی خاطر اس روایت کی تاویلیں گھڑنا شروع کر دیں گے۔ ایسی تاویلیں جو حضرت ابو درداء کو سمجھ نہ آئیں۔ حضرت ابو درداء نے جناب معاویہ سے قطع تعلّق کو واجب سمجھتے ہوئے جانب مدینہ سفر اختیار کر لیا۔ اگر آج کل کی من گھڑت تاویلیں جناب معاویہ کو بچا سکتیں تو حضرت ابو درداء ان کو زیادہ بہتر جانتے تھے۔ وہ ہرگز جناب معاویہ سے قطع تعلّق کو واجب سمجھتے ہوئے حضرت عمر فاروق سے شکایت نہ کرتے۔

حضرت عبادہ بن صامت کا جناب معاویہ پر اعتراض:

یہ واقعہ جناب معاویہ کی زندگی کا تن تنہا واقعہ نہیں۔ آپ کی جانب سے احکامِ شرع کی پائمالی کے واقعات سے کتبِ حدیث و تاریخ مملو ہیں۔

مسلم شریف میں ایک طویل حدیث ہے جس کے اندر حضرت عبادہ بن صامت کا بیان ہے کہ ایک جنگ جس میں سپہ سالاری کی ذمہ داری جناب معاویہ کے پاس تھی۔ اس میں غنیمتوں میں چاندی کے برتن آئے تو جناب معاویہ نے ایک شخص کو کہا کہ لوگوں کو ملنے والے وظائف کے بدلے یہ برتن انہیں بیچ دو [یہ چاندی کی چاندی کے بدلے ادھار بیع تھی جو سود ہے]

جب یہ بات حضرت عبادہ بن صامت کو پہنچی تو آپ نے حضرت نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کی اور لوگوں کو بتایا کہ یہ سود ہے اور حرام ہے۔ لوگوں کو جب علم ہوا تو انہوں نے وہ سودا ختم کر دیا۔

پھر جب یہ بات جناب معاویہ کو پتا چلی تو بجائے اس کے کہ وہ حدیثِ رسول ﷺ کا نام آتے ہی سرِ تسلیم خم کر دیتے اور ایمان اور اسلام کے تقاضے پورے کرتے۔ انہوں نے ایسا کچھ بھی نہ کیا بلکہ انہیں حضرت عبادہ بن صامت کا یہ حدیث بیان کرنا ایسا ناگوار گزرا کہ خطبہ دینے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے:

اِلَا مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَحَدَّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اَحَادِيثَ قَدْ كُنَّا نَشْهَدُهُ وَنَصْحَبُهُ فَلَمْ نَسْمَعْهَا مِنْهُ؟

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے پاس موجود تھے اور آپ ﷺ کی صحبت میں تھے لیکن ہم نے آپ ﷺ سے وہ باتیں نہ سنیں۔

جب حضرت عبادہ بن صامت نے جنابِ معاویہ کی یہ تقریر سنی تو فرمایا:
لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ کَرِہَ مُعَاوِیَۃُ
ہم نے حضرت نبی اکرم ﷺ سے جو کچھ سنا ہے اسے ضرور بیان کریں گے چاہے معاویہ کو برا لگے۔
پھر کہا: مَا اُبَالِی اِنْ لَا اَصْحَبُہُ فِی جُنْدِہِ لَیْلَۃً سَوْدَاءَ [3]
مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ تاریک رات میں اس کے لشکر کے اندر اس کے ساتھ نہ رہ سکوں۔
اپنے بھائیوں کے مزاج کو میں اچھی طرح جانتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ میری اس گفتگو کو مثبت پہلو دینے کی جگہ منفی پروپیگنڈہ کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن میری نیت کی مجھے خبر ہے۔
میری سوچ یہ ہے کہ ایک ایسا شخص جس کا کردار کسی پہلو سے قرآن وحدیث کے سانچے میں نہیں آ سکتا۔ کبھی دائیں سے نکل جاتا ہے اور کبھی بائیں سے باہر ہو جاتا ہے۔ کبھی آگے سے ڈھلک جاتا ہے تو کبھی پیچھے سے لٹک جاتا ہے۔
کیا ضروری ہے کہ ایک خود ساختہ تعریفِ صحابیت کے تحت ایسے شخص کو صحابی بنا کر صحابیت کے عظیم مقام کی حرمت کو تار تار کیا جائے؟
اگر یہ تعریف حدیثِ نبوی سے ثابت ہوتی تو سر آنکھوں پر۔ لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ یہ تعریف صدیوں بعد علماء کی وضع کردہ ہے جیسے دوسری بہت سی تعریفیں اہلِ علم نے اپنے مقاصد کے مطابق وضع کی ہیں۔ نحوی اسم فعل حرف کی تعریفیں کرتے ہیں۔ منطقی تصور تصدیق کی تعریفیں کرتے ہیں۔اسی طرح صحابی کی مختلف تعریفیں کی گئیں۔

یہاں تک تو کوئی خرابی نہیں تھی۔ خرابی یہ ہوئی کہ بعض حضرات نے ان اصطلاحی تعریفوں کو شرعی تعریف کا درجہ دے کر ایک ایسی شخصیت کو صحابیت کے درجے پر بٹھا دیا کہ جس کی وجہ سے اس عظیم مقام و مرتبہ کی وقعت اور اہمیت ہی نظروں سے گر جاتی ہے۔

دانشمندی یہ ہے کہ صحابی کی وہ تعریف کی جائے جو خود حضرت نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی روشنی میں درست ہو۔ اور اب صحابیت کا ایک مقام و مرتبہ متعین کیا جائے۔ وہ لوگ جن کے کردار ایک اچھے مسلمان کے کردار کے برابر بھی نہیں بنتا، انہیں صحابی بنا کر مقامِ صحابیت کی اہمیت کو کم نہ کیا جائے۔

؎ کاش کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

---

(1): شرح السنۃ للبغوی 213/1

(2): موطا امام مالک 2541

مسند الشافعی ص 224

سنن کبری بیہقی 10494

معرفۃ السنن والآثار 11041

شرح السنۃ للبغوی 2060

(3): صحیح مسلم 1587